مقالات

ڈاکٹر عرفان شہزاد

قانونِ اتمامِ حجت اور اس کے اطلاقات

نمایاں اعتراضات کا جائزہ[۱]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

(۱)

تمہید و تعارف

عدل الٰہی کی فطری اساسات

ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کو عقل و ارادہ کی صلاحیتیں دے کر اس دنیا کے دار الامتحان میں بھیجا ہے اور ہمارے ایمان و عمل کی بنیاد پر خدا آخرت میں ہمارے اعمال کا حساب لے گا اور اپنے علم و عدل کی روشنی میں سزا و جزا کے فیصلے کرے گا۔

---

۱ مضمون کی تیاری میں، مولانا امین احسن اصلاحی کی ''تدبر قرآن''، جناب جاوید احمد غامدی کی کتب: ''میزان'' اور ''البیان'' اور اُن کے خطبات اور مولانا عمار خان ناصر کی کتاب ''جہاد: ایک مطالعہ'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔ برادر محترم جناب محمد حسن الیاس نے سورۃ النساء آیات ۱۶۳ تا ۱۶۵ کی تفہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت یونس علیہم السلام کے متعلق مذکور مباحث میں رہنمائی فرمائی۔ جزاہم اللہ۔ بہرحال، اس مضمون کی تمام تر ذمہ داری راقم کی ہے۔ یہ میرے اپنے فہم کی پیش کش ہے، جسے برائے افادہ و استفادہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ نقد و جرح کے عمل سے گزر کر مسئلہ کے فہم میں معاون ہو۔

خدا نے ہمیں اپنا تعارف ایک عادل خدا کی حیثیت سے کرایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. (النساء۴:۴۰)

''اللہ کسی کی ذرہ برابر حق تلفی نہ کرے گا۔''

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ. (آل عمران۳:۱۰۸)

''یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمھیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں، اور (اِس لیے سنا رہے ہیں کہ) اللہ نہیں چاہتا کہ وہ دنیا والوں پر کوئی ظلم کرے۔''

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. (آل عمران۳:۲۵)

''لیکن کیا بنے گی اُس وقت جب اِن کو ہم ایک ایسے دن کی پیشی کے لیے اکٹھا کریں گے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور جس میں ہر شخص کی کمائی کا پورا بدلہ اُسے دے دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔''

فطرتِ انسانی فطرت الٰہی کا پرتو ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا. (الروم۳۰:۳۰)

''تم اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کی پیروی کرو، جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

چنانچہ عدلِ الٰہی کے اساسات وہی ہیں جن کا شعور فطرتِ انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اگر انسان عدل سے فطری طور پر واقف نہ ہوتو عدل کے موضوع پر اس کے اور خدا کے درمیان کوئی مشترک بنیاد نہیں رہتی جس کی بنا پر اسے اس کی کوتاہیوں پر مورد الزام ٹھہرایا جا سکے۔ انسانی فطرت عدل سے واقف ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا انسان کو اپنے افعال کا مبنی بر عدل ہونا باور کراتا ہے، ورنہ خدا اگر چاہتا تو اپنی کتاب میں اپنے فیصلوں کو محض اپنا منشا قرار دے سکتا تھا اور کسی کو پوچھنے کا حق بھی نہ ہوتا، لیکن خدا یہ بھی چاہتا تھا کہ اس کا بندہ اس کی عظمت اور قدرت کے آگے محض سرنگوں نہ ہو، بلکہ اس کی محبت سے سرشار بھی ہو۔ انسان کو عقل دے کر اس سے توقع کرنا کہ وہ خدا کے افعال اور فیصلوں کے بارے میں کوئی رائے قائم نہ کرے، ممکن نہیں ہے۔ ضروری تھا کہ انسان، خدا کی ودیعت کردہ عقل وفطرت کے اساسات کے مطابق خدا کے فیصلوں اور ضوابط کا مبنی بر عدل ہونا سمجھ سکے تاکہ خدائے عادل سے محبت بھی کر سکے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ. (آل عمران۳:۱۸۲)

''یہ اُسی کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا تھا اور یہ کہ اللہ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے۔''

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

''(ہم نے) یہ (پیغمبر) اِسی لیے (بھیجے تھے) کہ

بِظُلْمٍ وَاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ. (الانعام ۶:۱۳۱)

تمھارا پروردگار بستیوں کو اُن کے ظلم کی پاداش میں ہلاک کرنے والا نہیں ہے، جب کہ اُن کے باشندے (حقیقت سے) بے خبر ہوں۔''

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (الانفال ۸:۵۳)

''یہ اِس وجہ سے ہوا کہ اللہ کسی نعمت کو جو اُس نے کسی قوم کو عطا کی ہو، اُس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ اپنے آپ میں تبدیلی نہ کریں۔ (نیز) اِس وجہ سے کہ اللہ سمیع وعلیم ہے۔''

دنیا کی محدودیت میں خدا کے عدلِ کامل کا کامل ظہور ممکن نہیں۔ بعض اوقات مجرم یہاں بچ جاتے ہیں اور معصوم کے ساتھ زیادتی ہو جاتی ہے۔ خدا کے عدل کا تقاضا تھا کہ دنیا کی آزمایش گاہ کے ادھورے انصاف کا فیصلہ کاملیت سے کیا جائے، ایسا صرف آخرت کی لامحدودیت ہی میں ممکن تھا، جس میں خدا کا عدل اپنی کامل صورت میں ظاہر ہوگا۔ تاہم، اس نے چاہا کہ آخرت کے عدل کا ایک نمونہ دنیا کے محدود امکانات میں بھی انسانوں کے سامنے لایا جائے تاکہ آخرت کے عدل اور سزا و جزا کا یقین بھی آ جائے اور اس کی تیاری کی طرف انسان سنجیدگی سے متوجہ بھی ہو سکے۔ یہ کام اس نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے ان کے مخاطبین پر اسی دنیا میں اتمامِ حجت کر کے انجام دیا۔ اس اجمال کی تفصیل آگے کے بیانات میں آتی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اتمام حجت کی تین صورتیں

عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ خدا کی طرف سے جزا و سزا کے لیے ایمان اور اخلاق کے باب میں خدا کی طرف سے انسان پر اتمام حجت ہوتا کہ وہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش نہ کر سکے کہ اسے تو خبر ہی نہیں تھی۔ یعنی حق اس پر واضح ہو جائے اور اس کے پاس اپنی بے خبری اور ناسمجھی کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔

اس دنیا میں انسان پر اتمام حجت ایک تو انسان کی عقل و فطرت اور انفس و آفاق کی گواہی کی صورت میں ہوتا ہے، یعنی وہ اپنی فطرت میں ایک خدا کا تصور گندھا ہوا پاتا ہے، اس کی عقل اس کائنات کے مشاہدے کے بعد اسی کی تصدیق پر خود کو مجبور پاتی ہے۔ ذرہ ذرہ ایک خدا کے ہونے کی نشانی بن کر اس طرح اس کے سامنے آتا ہے کہ عقل سلیم کے لیے توحید کے اقرار کے سوا کوئی انتخاب نہیں بچتا۔

اتمام حجت کی دوسری صورت میں خدا کا رسول براہ راست خدا کی طرف سے وحی لے کر آتا ہے اور لوگوں کے

سامنے حق کو آخری درجے میں واضح کر دیتا ہے کہ مخاطبین کے پاس انکار کے لیے کوئی معقول عذر نہیں رہتا۔ یہ دنیا میں اتمام حجت کی کامل ترین صورت ہے۔

تیسری صورت میں اتمام حجت اسی وحی کے ذریعے سے بالواسطہ طور پر ہوتا ہے، یعنی وحی کو مصحف میں پڑھ کر، اس میں موجود دلائل کی بنیاد پر اتمام حجت۔

وحی بھی اصل میں کرتی یہی ہے کہ انسان کو اس کے شعور میں موجود خدا کی فطری آگاہی اور انفس و آفاق میں موجود خدا کی نشانیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ایک قدم آگے بڑھ کر وحی، آخرت کے وقوع کی یقین دہانی بھی کراتی ہے، جو عقل کے لیے ایک موہوم خیال ہوتا ہے، یوں ایمان کے مقدمے کو مزید موکد کر دیتی ہے۔ چنانچہ وحی کے ذریعے اتمام حجت ایک درجہ آگے بڑھ کر مکمل ہوتا ہے، اور جب رسول کے ذریعے سے براہ راست ہوتا ہے تو آخری درجے میں مکمل ہو جاتا ہے۔

اتمام حجت کے ان تینوں درجات میں کاملیت کے لحاظ سے فرق ہے۔ عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اتمام حجت کی ان تینوں اقسام کے مخاطبین کے معاملے میں جزا اور سزا میں بھی فرق ہونا چاہیے۔ یعنی جن لوگوں کو کسی رسول سے ایمان کی دعوت، براہ راست طور پر اپنے تمام دلائل، براہین اور معجزات وغیرہ کے ذریعے سے کامل طریقے سے ملی، ان کو رسول کی موجودگی میں خدا کی محسوس نشانیاں دیکھنے، سننے، سمجھنے اور اپنے شبہات اور اعتراضات کے جواب حاصل کرنے کا پورا موقع ملا ہو، انھوں نے نبی اور رسول کی پیشین گوئیوں کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، اور ان کے پاس انکار کے لیے کوئی عذر نہ رہ گیا ہو، ایسے لوگوں کا احتساب، یقیناً ان لوگوں سے کڑا ہونا چاہیے جو وحی اور رسول سے مطلقاً بے خبر رہے اور ان سے ایمان کا تقاضا محض فطرت کی پکار اور کائنات کی گواہی پر لبیک کہنے تک محدود رہا، اور دوسرے وہ جنھیں محض رسول اور وحی کی خبر سن اور پڑھ کر اور دلائل کی بنیاد پر ایمان لانے کو کہا گیا، انھیں رسول کی صورت میں خدا کی قدرت کی زندہ نشانیوں کا مشاہدہ کر کے ایمان لانے کی کیفیت حاصل نہ ہو سکی۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت میں پائے جانے والے عدل کے ان بدیہی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، خدا نے ان تینوں اقسام کے معاملات میں احتساب کا معاملہ مختلف رکھا ہے۔

وحی سے بے خبر، پہلی قسم کے لوگ محض عقل و فطرت کی گواہی پر خدا پر اجمالی ایمان لانے کے مکلّف ہیں، لیکن کیا یہ گواہی ایمان و اخلاق کے باب میں انسان کو خدا کے ہاں مواخذہ کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کے لیے کافی ہے؟ قرآن اس کا جواب اثبات میں دیتا ہے اور یہی قرین انصاف ہے:

وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ قَالُوۡا بَلٰی شَهِدۡنَا اَنۡ تَقُوۡلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِیۡنَ اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ.
(الاعراف ۷: ۱۷۲-۱۷۳)

’’(اے پیغمبر، اِنھیں وہ وقت بھی یاد دلاؤ)، جب تمھارے پروردگار نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی نسل کو نکالا اور اُنھیں خود اُن کے اوپر گواہ ٹھیرایا تھا۔ (اُس نے پوچھا تھا): کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ اُنھوں نے جواب دیا: ہاں، (آپ ہی ہمارے رب ہیں)، ہم اِس کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ ہم نے اِس لیے کیا کہ قیامت کے دن تم کہیں یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اِس بات سے بے خبر ہی رہے۔ یا اپنا یہ عذر پیش کرو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے پہلے سے کر رکھی تھی اور ہم بعد کو اُن کی اولاد ہوئے ہیں، پھر کیا آپ اِن غلط کاروں کے عمل کی پاداش میں ہمیں ہلاک کریں گے؟‘‘

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جناب جاوید احمد غامدی، ’’البیان‘‘ میں آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’...جہاں تک توحید اور بدیہیات فطرت کا تعلق ہے، اُن کے بارے میں مجرد اِس اقرار کی بنا پر بنی آدم کا مواخذہ کیا جائے گا۔ اُن سے انحراف کے لیے کسی کا یہ عذر خدا کے ہاں مسموع نہیں ہوگا کہ اُسے کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی یا اُس نے یہ انحراف خارجی اثرات کے نتیجے میں اختیار کیا تھا اور اِس کے ذمہ دار اُس کے باپ دادا اور اُس کا ماحول ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ انسان کے باطن کی یہ شہادت ایسی قطعی ہے کہ ہر شخص مجرد اِس شہادت کی بنا پر اللہ کے حضور میں جواب دہ ہے۔‘‘ (۲/ ۲۴۲)

یہ عقل و فطرت کی طرف سے اتمام حجت ہے، اس پر مواخذہ آخرت میں ہوگا۔ یہی خدا کا بیان کردہ ضابطہ ہے۔

دوسرے وہ جن پر اتمام حجت بالواسطہ ہوا، یعنی جن پر وحی کی خبر سن کر اور وحی کو مصحف میں پڑھ کر اور دلائل کی روشنی میں اتمام حجت ہوا، ان کا احتساب بھی آخرت پر موقوف رکھا گیا ہے، خوب کاروں کو تو صلہ ملے گا ہی، البتہ ناسمجھی اور کوتاہیوں پر انھیں عذر خواہی کا موقع بھی ملے گا، یہ اعذار جس حد تک قابل قبول ہوں گے اتنی رعایت ملے گی، ورنہ ہر ایک کے احوال کے مطابق اس کی سزا ملے گی۔

یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ

’’اُس دن لوگ الگ الگ نکلیں گے، اِس لیے کہ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ. (الزلزال ۹۹: ۶-۸)

اُن کے اعمال اُنھیں دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ برابر بھلائی کی ہے، وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے، وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔‘‘

اس کے برعکس خدا کے رسول کی طرف سے براہ راست اتمام حجت کے نتیجے میں براہ راست منکرین اور مومنین کے احتساب کا معاملہ اتنا سخت کر دیا گیا کہ اسے آخرت پر بھی موقوف نہیں رکھا گیا، اسی دنیا میں ان کی عدالت لگا دی گئی، منکرین کی سزا اور مومنین کی جزا کا آغاز اسی دنیا سے کر دیا گیا:

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ. (الرعد ۱۳: ۳۴)

’’اُن کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اِس سے کہیں سخت ہے اور اُنھیں کوئی اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا۔‘‘

تاہم، یہ صرف ایک نمونہ تھا، سزا و جزا کا کامل ظہور بہر حال آخرت ہی ہے۔ چنانچہ رسول کے ان براہ راست منکرین کو دہری سزا کی وعیدیں سنائی گئیں:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ. (آل عمران ۳: ۵۶)

’’پھر یہی نہیں، ان منکروں کو میں دنیا اور آخرت، دونوں میں سخت سزا دوں گا، اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔‘‘

اس کے مقابلے میں رسول کے براہ راست مخاطبین میں سے اس پر ایمان لانے والوں اور اس کے لیے جان و مال قربان کرنے کا حوصلہ کر لینے والوں کے لیے بھی دہرے اجر کا فیصلہ سنایا گیا:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (النساء ۴: ۱۰۰)

’’(یہ لوگ گھروں سے نکلیں اور مطمئن رہیں کہ) جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا، وہ زمین میں پناہ کے لیے بڑے ٹھکانے اور بڑی گنجایش پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے، پھر اُسے موت آ جائے تو اُس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا اور اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔‘‘

انھیں آخرت کے اجر کے علاوہ دنیا میں عذاب سے نجات، مالی خوش حالی اور مناسب افرادی قوت کی صورت

میں سیاسی غلبے کی بشارتیں سنائی گئیں۔یعنی، ان کے لیے انعامات کا سلسلہ بھی دنیا ہی سے شروع کر دیا گیا، جس کا کامل ظہور قیامت میں ہوگا۔ مثلاً پہلے رسول، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے ایمان لانے کی صورت میں مالی خوش حالی اور سیاسی طاقت کے حصول کا وعدہ فرمایا:

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا. (النوح ۷۱: ۱۰-۱۲)

’’اِس طرح کہ میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگ لو۔ بے شک، وہ بڑا معاف کر دینے والا ہے۔ (اس کے نتیجے میں) وہ تم پر چھاجوں مینہ برسائے گا۔ اور مال و اولاد سے تم کو برکت دے گا اور تمھارے لیے باغ اگائے گا اور تمھارے لیے نہریں بہا دے گا۔‘‘

اور آخری رسول، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم، بنی اسماعیل سے فتح و نصرت اور سیاسی غلبہ و استیلا کے وعدے کیے گئے:

وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ. (آل عمران ۳: ۱۳۹)

’’اور (جو نقصان تمھیں پہنچا ہے، اُس سے) بے حوصلہ نہ ہو اور غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو غلبہ بالآخر تمھیں ہی حاصل ہوگا۔‘‘

لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ. (آل عمران ۳: ۱۱۱)

’’یہ تمھیں کچھ اذیت دے سکتے ہیں، اِس کے سوا یہ تم کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور (مطمئن رہو کہ) اگر یہ تم سے لڑیں گے تو لازماً پیٹھ دکھائیں گے۔ پھر اِن کو کہیں سے کوئی مدد نہ ملے گی۔‘‘

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔـا وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ. (النور ۲۴: ۵۵)

’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے عمل کیے ہیں، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو وہ اِس سرزمین میں ضرور اُسی طرح اقتدار عطا فرمائے گا، جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو اُس نے عطا فرمایا تھا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو پوری طرح قائم کر دے گا جسے اُس نے اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور اُن کے اِس خوف کی حالت کے بعد

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اِسے ضرور امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت
کریں گے، کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھیرائیں گے۔اور
جو اِس کے بعد بھی منکر ہوں تو وہی نافرمان ہیں۔‘‘

یہ دنیوی سزا و جزا دراصل قیامت کبریٰ کا ایک دنیوی نمونہ تھا، جسے ہم قیامت صغریٰ کہہ سکتے ہیں۔ احتساب کے علاوہ اس کا ایک مقصد یہ تھا کہ آخرت میں ہونے والے معاملے کی ایک جھلک دنیا والوں کو بھی دکھا دی جائے۔ اور پھر اس کا تذکرہ خدا کی کتاب میں محفوظ کر کے دنیا کو ایک زندہ خدا پر ایمان لانے کی دعوت دی جائے، قیامت صغریٰ میں جزا و سزا کا یہ تذکرہ انذار بن کر حسی اور سماعی طور پر بھی لوگوں کے سامنے آ جائے، اور وہ اس سے عبرت حاصل کرتے رہیں۔

اس خاص ضابطۂ الٰہی کو مکتبِ فراہی میں ’قانون اتمام حجت‘ کا اصطلاحی نام دیا گیا ہے۔ یہ قانون، قرآن مجید کے صفحہ صفحہ پر رقم ہے۔ اس کا ادراک قرآن مجید کے ہر عالم و مفسر کے ہاں موجود رہا ہے، لیکن اس کو ایک مکمل قانون کی شکل میں دریافت کرنے کا سہرا مولانا حمید الدین فراہی کے سر ہے۔ پھر اس کی توضیح مزید مولانا امین احسن اصلاحی کے ہاں، ان کی تفسیر ’’تدبر قرآن‘‘ میں ملتی ہے۔ اس کے بعد جناب جاوید احمد غامدی کے ہاں یہ اپنی تمام جزئی تفصیلات اور اطلاقات کے ساتھ نمایاں صورت میں نظر آتا ہے۔ قرآن فہمی کے لیے اس قانون کا درست فہم بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مضمون کی غایت

زیرِ نظر مضمون، فکر فراہی کی طرف سے پیش کردہ قانونِ اتمامِ حجت کے بارے میں پیدا ہونے والے چند نمایاں سوالات، اشکالات اور اعتراضات کی روشنی میں، اس قانون کی تفصیلات اور اطلاقات سے بحث کرتا ہے۔

قانون اتمام حجت کے بارے میں چند باتیں پیشِ نظر رہنا ضروری ہیں:

i۔ قرآن مجید کی بیان کردہ اس حقیقت سے قرآن کا کوئی طالب علم انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کے رسولوں کی طرف سے دعوتِ دین کے نتیجے میں ان کی قوموں کے منکرین پر ایک خاص وقت گزر جانے کے بعد اللہ کی طرف سے اسی دنیا میں عذاب دیا گیا، جب کہ رسولوں اور ان کے مومنین کو اس عذاب سے بچا لیا گیا۔ جس تسلسل اور یکسانیت سے یہ معاملہ مختلف رسولوں کی قوموں کو پیش آیا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ضابطۂ الٰہی رہا ہے۔ عذاب آنے

سے پہلے کی مہلت کا مقصد، پیغامِ حق کو اس کے پورے دلائل اور براہین سے قوم کے سامنے اس طرح رکھ دینا ہوتا ہے کہ قوم کے لیے انکار کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اس کو 'اتمامِ حجت' کا اصطلاحی عنوان دیا گیا ہے۔

درج ذیل آیات میں یہ قانونِ الٰہی اس طرح بیان ہوا ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ. (یونس ۱۰:۴۷)

''(اُس کا قانون یہی ہے کہ) ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے۔ پھر جب اُن کا رسول آ جاتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔''

اتمامِ حجت کے بعد، منکرینِ حق پر دنیا میں آنے والے یہ عذاب، آندھی، طوفان، سیلاب اور زلزلے وغیرہ کی قدرتی طاقتوں کے ذریعے سے بھی نازل ہوئے اور انسانی ہاتھوں کے ذریعے سے قتال اور محکومی کی صورت میں بھی۔ یہ دونوں صورتیں قرآن کے نصوص سے ظاہر ہیں۔

ii۔ رسول کے براہ راست مخاطبین میں سے اس پر ایمان لانے، اس کی پیروی کرنے اور استقامت کے ساتھ راہِ حق کی تمام مشکلات کا سامنا کرنے کے اجر کے نتیجے میں مومنوں کو اسی دنیا میں عذاب سے نجات اور مالی خوش حالی اور مناسب افرادی قوت مہیا ہونے کی صورت میں سیاسی برتری کے وعدے کیے گئے۔ مثلاً:

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ. (یونس ۱۰:۱۰۳)

''(انھیں بتا دو کہ) پھر (جب وہ دن آ جاتا ہے تو) ہم اپنے رسولوں کو بچا لیتے ہیں اور (اُن کو بھی) جو اُن پر ایمان لائے ہوں۔ اِسی طرح ہمارا ذمہ ہے، ہم اُن کو بچا لیں گے جو ایمان لے آئے ہیں۔''

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (النور ۲۴:۵۵)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے عمل کیے ہیں، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو وہ اِس سرزمین میں ضرور اُسی طرح اقتدار عطا فرمائے گا، جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو اُس نے عطا فرمایا تھا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو پوری طرح قائم کر دے گا جسے اُس نے اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور اُن کے اِس خوف کی حالت کے بعد

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اِسے ضرور امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھیرائیں گے۔ اور جو اِس کے بعد بھی منکر ہوں تو وہی نافرمان ہیں۔‘‘

اسی طرح اس وقت ہجرت کرنے والوں کو دنیا ہی میں اچھے ٹھکانے کے وعدے کیے گئے:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ. (النحل ۱۶:۴۱)

’’جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے، اِس کے بعد کہ اُن پر ظلم ڈھائے گئے، ہم اُن کو دنیا میں بھی لازماً اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو کہیں بڑھ کر ہے۔ اے کاش، یہ منکرین جانتے۔‘‘

iii۔ رسول کے بغیر دنیوی عدالت قائم نہیں ہو سکتی:

دنیا میں اس طرح قیامتِ صغریٰ برپا کرنا، جس میں حق و باطل کی بنیاد پر جزا و سزا کا فیصلہ سنایا جائے، یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب خدا کا نمایندہ، یعنی رسول موجود ہو، جو خدا کی طرف سے پورے اختیار اور قطعیت سے اس فیصلے کی آ گاہی اپنی مخاطب قوم کو دے سکے۔ منکر قوموں پر ان کے انکار کے نتیجے میں آنے والی تباہی ان منکرین پر خدا کی حجت کے مکمل ہوئے بغیر آنا قرینِ انصاف نہیں۔ ضروری ہے کہ سزا سے پہلے فردِ جرم مکمل طور پر ثابت کر دی جائے۔ منکرین کو معلوم ہو کہ ان کو کس بات کی سزا مل رہی ہے اور ان کے پاس انکار کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. (یونس ۱۰:۴۷)

’’(اُس کا قانون یہی ہے کہ) ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے۔ پھر جب اُن کا رسول آ جاتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔‘‘

iv۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ معلوم تاریخ میں رسولوں کے انذار کے بغیر انکارِ حق کرنے والی قوموں پر اس قسم کے عذاب نہیں آئے، اور نہ اب اس قسم کا کوئی عذاب آتا ہے جس میں مخاطبین کو تنبیہ اور چیلنج کرنے کے بعد اور یہ بتا کر کہ عذاب کیوں آ رہا ہے، عذاب نازل ہوتا ہو۔ اس کی وجہ بھی قرآن نے بیان کر دی ہے کہ کسی قوم پر تب تک عذاب نہیں آتا جب تک ان میں کسی رسول کی بعثت کے ساتھ اتمامِ حجت نہ ہو جائے۔ اس قانون الٰہی کو درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ۱۷:۱۵)

’’ہم (کسی قوم کو) کبھی سزا نہیں دیتے، جب تک ایک رسول نہ بھیج دیں (کہ سزا سے پہلے وہ اُس پر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حجت پوری کر دے)۔''

مزید یہ کہ رسول کے مخاطب مومنین کے بعد، دیگر زمانوں کے مومنین کو ایمان لانے اور نیک عمل کرنے پر مالی خوش حالی اور سیاسی غلبہ لازمی طور پر نہیں ملتے۔ (ذریت ابراہیم کا معاملہ البتہ خصوصی نوعیت کا ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔)

اسی طرح، رسول کے دور میں ہجرت کرنے پر کیے جانے والے وعدے دوسرے ادوار کے مسلمانوں کے لیے لازمی طور پر پورے نہیں ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اب جن مسلمانوں کو دین کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑ جاتی ہے، اکثر اوقات وہ بڑی کس مپرسی کے اوقات گزار کر دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

v۔ قانون اتمام حجت شریعت کا قانون نہیں ہے۔ یہ خاص سنت الٰہیہ ہے، جس کا اطلاق خاص زمان و مکان میں محدود طور پر کیا گیا تھا۔ جس طرح رسولوں کا انتخاب، ذریت ابراہیم کا انتخاب اور ان کے ساتھ خصوصی معاملات کا تعلق خاص سنن الٰہیہ سے ہے، اسی طرح جزا و سزا کا یہ خصوصی قانون بھی شریعت سے الگ، خاص سنن الٰہیہ میں سے ہے۔

دین میں جبر کرنے کی نفی شریعت کا قانون ہے، جب کہ منکرین کو سزا و جزا خدا کی سنت ہے۔ رسولوں کے اتمام حجت کے نتیجے میں بس یہ ہوا کہ آخرت میں دی جانے والی سزا کو دنیا میں بھی ایک حد میں نافذ کیا گیا۔

vi۔ قیامت کبریٰ اور قیامت صغریٰ (جو رسول کے اتمام حجت کے بعد دنیا میں برپا کی جاتی ہے) کے سزا و جزا کے ضوابط یکساں ہیں۔ یہ بات دونوں جگہ خدا کے عدل کے یکساں معیارات سے عیاں ہے۔ (تفصیل آگے آتی ہے)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org